اِنّ هٰذہٖ تذکرۃ فمن شاء ذکرہٗ

سوانح قدوۃ العلماء زبدۃ الفقہاء فخر المحدثین قطب العالم
حضرت اقدس مولانا الحاج الحافظ رشید احمد قدس سرہ العزیز

تذکرۃ الرشید

عکسی

تالیف

حضرت الحاج مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نور اللہ مرقدہٗ

باہتمام تصحیح ناشر

ناظم کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور

جا ملیں چنانچہ ڈپٹی صاحب معہ اپنے ایک ہمراہی کے اس اونٹ پر سوار ہوئے اور مولوی ابو النصر صاحب کی اہلیہ ڈپٹی صاحب کے اونٹ پر سوار کی گئیں اسی اونٹ پر امام ربانی کو جگہہ ملی اور مولوی ابو النصر معہ دوسرے ہمراہی کے پاپیادہ روانہ ہوئے کم و بیش تین کوس پر قافلہ ملا اور آخر دونوں اونٹ قطار میں باندھنے کے بعد مولوی ابو النصر صاحب اپنے اونٹ پر اور حضرت مولانا قدس سرہ اپنے اونٹ پر سوار ہوئے۔

مدینۃ الرسول میں داخل ہوکر روضہ اطہر کی حاضری ہوئی جو دنیا میں آنے والے ہر مسلمان کا منتہائے مراد اور اقصیٰ مقصود ہے اور پھر آپ اپنے شفیق اُستاد شیخ العصر سیدنا و مولانا شاہ عبدالغنی صاحب قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے یہاں کی چند روزہ حاضری میں جو بھرپور خزانے آپکو حاصل ہوئے اُسکی اطلاع بھی کسی دوسرے کو نہیں ہے بیت اللہ میں شیخ طریقت کے گھر بار دربار کا حضور تھا اور بیت الرسول میں شیخ شریعت کے سدا بہار گلزار کی گُل چینی غرض حرمین شریفین میں بیت اللہ و بیت الرسول کا جوار حاصل کرنے والے دونوں آفتاب ماہتاب ہند مربی آپکی ترقی مراتب کا وسیلہ بنے آخر کار قافلہ کی واپسی کا وقت قریب آگیا اور مراجعت جماعت معین و مقرر ہوگئی۔ رامپوری قافلہ کے میر قافلہ جناب ڈپٹی عبدالحق صاحب نے جنت البقیع کی پاک زمین سے علیحدگی نہ چاہی وہیں انتقال فرمایا۔ اور قیامت تک کے لئے جوار رسول کے شرف سے بہرہ مند ہوئے۔ امام ربانی قدس سرہ معہ ہمراہیان مکہ معظمہ واپس ہوئے اور وہاں سے ہندوستان کی جانب مراجعت فرمائی

۱۲۸۱ ھ ہجری دو ماہ ہوئے شروع ہوچکا تھا خارش جسکی ابتداء مکہ معظمہ میں ہوچکی تھی دن بدن رو بترقی تھی اول خشک تھی اب تر ہوگئی تھی ابتداءً معمولی تھی اور اسوقت ہولناک ہوگئی تھی اسی حالت میں آپ جہاز پر سوار ہوگئے جہاز پر سوار ہونا تھا اور گویا پھونس میں آگ کا لگنا دفعۃً بخار چڑھا اور اتنا شدید ہوا کہ سرسام ہوگیا کامل تین دن تک آپ اسدرجہ بیہوش اور دنیا و مافیہا سے غافل رہے کہ اپنے تن بدن کی بھی مطلق خبر نہ رہی۔ دست جاری ہوئے اور اتنی تعداد میں کہ گنتی اور شمار دشوار ہوگئی ایسی حالت میں جبکہ آپ اور آپکے تمام رفقاء آپکی زندگی سے مایوس ہوچکے تھے آپکی تیمارداری آپ کے ماموں زاد بھائی مولوی ابو النصر صاحب نے کی۔ مولانا ابو النصر کی وہ خدمتگزاری جو اس ہولناک مرض میں واقع ہوئی وہ مشہور خدمت و تیمارداری ہے جو صفحہ سوانح کی پیشانی پر مدتوں روشن اور چمکتے حروف میں قائم رہیگی بمقتضائے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ حضرت امام ربانی قدس سرہ کی زبانی اکثر سُنا گیا کہ آپ فرماتے تھے ایسا حقیقی بھائی بھی نہیں کرسکتا جیسا

ابوالنصر نے میرے ساتھ کیا کہ مثل مادر شفقہ اپنی گود میں لیکر پاخانہ پیشاب کراتے تھے" مولوی ابوالنصر صاحب کے کپڑے ہمیشہ خارش کی پیپ اور لہو میں بھر جاتے اور اکثر پاخانہ پیشاب میں بھی ملوث ہوتے تھے لیکن مولوی صاحب مردانہ وار اپنے کپڑے اور بدن اور نیز حضرت قدس سرہ کا بدن اور کپڑے روزانہ دھوتے اور کچھ کراہت نہ کرتے تھے گویا پاخانہ کو صندل اور پیشاب کو گلاب بنالیا تھا۔ حضرت امام ربانی کو تین دن کے بعد جسوقت ہوش آیا تو کروٹ لینے کی طاقت نہ تھی چوتھے دن پیشاب ہوا تو ایسا سُرخ گویا خالص خون ہے آنکھیں کھولیں تو اسدرجہ لال کہ گویا بانات سُرخ کے ٹکڑے ہیں اسوقت ہوش کہئے یا بیہوشی حضرت قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ" افسوس ایک بھائی تھا وہ بھی جدا ہوگیا" مولوی ابوالنصر صاحب جو حضرت مولانا کا سر اپنی گود میں رکھے ہوئے بیٹھے تھے بولے کہ" بھائی میں تو آپکو گود میں لئے بیٹھا ہوں اور یہ سامنے آپکی بھاوج ہے" حضرت بولے" تم تو ایسے ہو کہ میں تمکو ماں کہوں یا باپ کہوں" رقیق دستوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ تین لحاف بچھونے کا روڑ یکے بعد دیگرے ستھنے میں ختم ہو لیا آخر آپ کے نیچے بچھانیکو جب کوئی اور بستر نہ ملسکا تو احرام کے کپڑے جنکو تبرک بناکر گھر لانا چاہا تھا اس ضرورت میں نکال لئے گئے اور یکے بعد دیگرے اُن کا استعمال ہوا۔ جب ایک کپڑا ملوث ہو جاتا تو اُسکو جہاز سے سمندر کے شور پانی میں لٹکا دیا جاتا اور دوسرا دھلا ہوا کپڑا انکالکر کام میں لایا جاتا تھا پیشاب میں اسدرجہ تعفّن اور شوریت تھی کہ جس کپڑے پر پڑا اُسکو بُودار بناکر تیزاب کا کام دیا اور جلاکر گویا راکھ بنا دیا۔ ہوائی جہاز تھا نہ دوا نہ دارو علاج ہو سکتا اور دوا ہو تو کیونکر خدا خدا کرکے ساتویں دن بمبئی کا کنارہ نظر آیا اور حجاج خوشی خوشی اپنے وطن یعنی سرزمین ہند پر جہاز سے اترے مولوی ابوالنصر نے حضرت قدس سرہ کو بھی بہزار دقت و دشواری جہاز سے اتارا اور بمبئی میں رامپوری قافلہ کے ہمراہ ایک کرایہ کے مکان میں مقیم ہوئے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کو جو مرض لاحق ہوا تھا وہ اسدرجہ شدید ہو لیا تھا کہ صحت و تندرستی کا خیال محض وہم اور گمان ہی گمان رہگیا تھا بمبئی پہنچکر علاج بھی ہوا اور پوری سعی و کوشش کے ساتھ ہوا مگر مرض میں رائی کے دانہ کی برابر بھی کمی نہ ہوئی جو لحظہ تھا وہ ترقی مرض کا تھا اور جو ساعت تھی وہ زیادتی بیماری کی تھی اول اول آپ کے بے تکلف مخلص دوست جناب حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رائے سے آپکو یونانی ادویہ کا استعمال کرایا اور جب وہ مایوس ہو گئے تو ایک شخص عبداللہ شاہ نظاموی حکیم جو وہاں موجود تھے آپ کے معالج بنے۔ ایک دن انھوں نے بھی دوا دی آخر دوسرے دن دست بر[ا]آ[گ]